بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ + عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

رجسٹرڈ نمبر اے ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۷۳ | ہفتہ ۱۷ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ ہجری ۱۳ اخاء ۱۳۶۳ ہش ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۴ء | نمبر ۲۳۲

حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کیلئے خصوصی دعا کی درخواست

(از حضرت سیدہ مریم صدیقہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی)

"سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی صحت دن بدن گر رہی تھی اس لئے وہ ڈاکٹروں کے مشورہ سے چند دن ہوئے لاہور برائے تشخیص و علاج تشریف لے گئی ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دل کی گہرائیوں سے اس بابرکت وجود کیلئے دعا کریں جو حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ اور ہمارے درمیان ایک زندہ کڑی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے اور ہم سب کو ان کے بابرکت وجود سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ آمین!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود مہدی معہود بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ:

خدا تعالیٰ اُن دعاؤں کو جو خلوص کے ساتھ کی جائیں ضرور سنتا ہے

اور جس طرح مناسب ہو مدد چاہنے والوں کے لئے مدد بھی کرتا ہے

اٹھو اور سجداتِ شکر بجا لاؤ کہ خدا تمہاری جماعت کو فراموش نہیں کرتا اور وہ تمہیں ضائع کرنا نہیں چاہتا

"بندہ کا دعا کرنا اور خدا کا اپنی الوہیت کی تجلّی سے ہر ایک دعا کا جواب دینا یہ ایک ایسا امر ہے کہ گویا اسی عالم میں بندہ اپنے خدا کو دیکھ لیتا ہے اور دونوں عالم اُس کے لئے بلا تفاوت یکساں ہو جاتے ہیں۔ جب بندہ اپنی کسی حاجت کے وقت بار بار اپنے مولا کریم سے کوئی عقدہ پیش آمدہ دریافت کرتا ہے اور عرضِ حال کے بعد حضرتِ خداوندِ کریم سے جواب پاتا ہے اسی طرح کہ جیسے ایک انسان دوسرے انسان کی بات کا جواب دیتا ہے اور جواب ایسا ہوتا ہے کہ نہایت فصیح اور لطیف الفاظ میں بلکہ کبھی کسی ایسی زبان میں ہوتا ہے کہ جس سے وہ بندہ ناآشنا محض ہے۔ اور کبھی امورِ غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے کہ جو مخلوق کی طاقتوں سے باہر ہیں اور کبھی اُس کے ذریعہ سے مواہبِ عظیمہ کی بشارت ملتی ہے اور منازلِ عالیہ کی خوشخبری سنائی جاتی ہے۔ اور قربِ حضرتِ باری کی مبارک بادی دی جاتی ہے اور کبھی دنیوی برکتوں کے بارے میں پیشگوئی ہوتی ہے۔ تو ان کلماتِ لطیفہ و بلیغہ کے سننے سے کہ جو مخلوق کی قوتوں سے نہایت بلند اور اعلیٰ ہوتے ہیں جس قدر ذوق اور معرفت حاصل ہوتی ہے اُس کو وہی بندہ جانتا ہے جس کو یہ نعمت عطا ہوتی ہے۔ فی الحقیقت وہ خدا کو ایسا ہی شناخت کر لیتا ہے جیسے کوئی شخص تم میں سے اپنے پکے اور پرانے دوست کو شناخت کرتا ہے۔" (براہینِ احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۳۸ حاشیہ در حاشیہ)

"خدائے تعالیٰ اُن دعاؤں کو کہ جو خلوص کے ساتھ کی جائیں ضرور سنتا ہے اور جس طرح مناسب ہو مدد چاہنے والوں کے لئے مدد بھی کرتا ہے۔ مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کی استمداد اور دعا میں خلوص نہیں ہوتا نہ انسان دلی عاجزی کے ساتھ امدادِ الٰہی چاہتا ہے اور نہ اُس کی روحانی حالت درست ہوتی ہے بلکہ اُس کے ہونٹوں میں دعا اور اُس کے دل میں غفلت یا ریا ہوتی ہے یا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا اُس کی دعا کو سن تو لیتا ہے اور اُس کے لئے جو کچھ اپنی حکمتِ کاملہ کی رو سے مناسب اور اصلح دیکھتا ہے عطا بھی فرماتا ہے۔ لیکن نادان انسان خدا کی اِن الطافِ خفیہ کو شناخت نہیں کرتا اور بباعث اپنے جہل اور بے خبری کے شکوہ اور شکایت شروع کر دیتا ہے اور اس آیت کے مضمون کو نہیں سمجھتا۔ عَسٰۤی اَنۡ تَکۡرَہُوۡا شَیۡئًا وَّ ہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ وَ عَسٰۤی اَنۡ تُحِبُّوۡا شَیۡئًا وَّ ہُوَ شَرٌّ لَّکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝

(باقی صفحہ ۸ پر)

○ میرے بیٹے عزیزم مبارک احمد منور ایم۔ ایس سی حال امریکہ کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۸۴ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ الحمد للہ! حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچہ کا نام "اسعد احمد" رکھا ہے۔ بچہ محترم کمیشنر نعمت اللہ صاحب صدیقی آف کراچی کا نواسہ ہے۔ بچے کی ولادت کراچی میں ہوئی ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ بچے کو خدا تعالیٰ نیک و صالح اور دراز عمر عطا فرمائے اور بچے کی والدہ عزیزہ منیرہ تنویر کو صحت و تندرستی عطا فرمائے۔ آمین!

(امۃ الغنی
بیگم شیخ روشن دین صاحب تنویر مرحوم
سابق ایڈیٹر "الفضل" ربوہ)

○ ملنگٹن صبا کے صدر عبدالغفور صاحب صاحب فراش ہیں۔ ہسپتال سے گھر آ گئے ہیں کمزوری بہت ہے احباب جماعت سے اس خادم سلسلہ کی کامل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(غلام باری سیف۔ وکالت تبشیر ربوہ)

○ محترم مولوی نور الحق انور صاحب سابق مربی امریکہ و جزائر فجی حیدرآباد سے بعارضہ قلب بیمار ہیں۔ گیس اور بلڈ پریشر اور بخار کی بھی شکایت ہے۔ احباب کرام سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے کہ مولا کریم اپنے فضل سے مولوی صاحب موصوف کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین!

○ میں دو ہفتہ میو ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد اپنے گھر واپس آ گیا ہوں۔ طبیعت پہلے سے بہت بہتر ہے۔ جن احباب اور دوستوں نے میرے لئے دعائیں کی ہیں۔ میں ان کا تہ دل سے ممنون ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ احباب مجھے آئندہ بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

(جلال الدین قمر حال نیو مزنگ لاہور)

○ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ خاکسار کے بڑے لڑکے عزیزم ملک منور احمد لطیف

(باقی صفحہ ۸ پر)

پبلشر: مسعود احمد، طابع: سید عبدالحیٔ، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقامِ اشاعت روزنامہ الفضل، دارالرحمت غربی ربوہ، قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۱۷ محرم الحرام ۱۴۰۵ ہجری

۱۳ اخاء ۱۳۶۳ ہجری

خوش قسمتی یا بدقسمتی کا اصل اور حقیقی معیار

دین اور دنیا میں خوش قسمتی یا بدقسمتی کے معیار یکسر مختلف ہوتے ہیں بسا اوقات دنیا میں اُس شخص کو خوش قسمت سمجھا جاتا ہے جو ہر طرح سے آرام میں ہو اور اسے کسی قسم کا ہم و غم نہ پہنچے۔ دین کے نقطۂ نگاہ سے ایسی زندگی خوش قسمتی پر نہیں بدقسمتی پر دلالت کرتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسی زندگی جس میں کوئی ہم و غم نہ ہو اور ہر طرح کا عیش و آرام میسر ہو انسان کو خدا تعالیٰ سے غافل کر کے اور اسے ہوا و ہوس کا بندہ بنا کر حقیقی سکینت اور قلبی اطمینان سے محروم کر دیتی ہے۔ برخلاف اس کے جو شخص وقفہ وقفہ سے ابتلاؤں میں سے گزرے اور ہم و غم سے اُسے دوچار ہونا پڑے دنیا والے لاکھ اسے بدقسمت تصور کریں خدا کی نگاہ میں وہ یقیناً خوش قسمت ہوتا ہے۔ یہ ابتلاء اور ہم و غم اسے خدا کی طرف جھکنے اور اس سے استمداد و استعانت کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ اس طرح سے وہ بے قید اور آزاد زندگی گزارنے سے محفوظ رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق زندگی گزارنے کی اس میں اہلیت پیدا ہوتی ہے۔

اسی لئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے انسان کی تربیت اور تکمیل کے لئے ابتلاؤں اور ہم و غم کو ضروری قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ لوگ بدقسمت ہوتے ہیں جنہیں کوئی ہم و غم نہیں پہنچتا اور وہ بے قید اور یکسر آزاد زندگی گزار کر خدا تعالیٰ سے دُور سے دُور تر ہوتے ہوتے ہیں۔ چنانچہ آپ خوش قسمتی یا بدقسمتی کے حقیقی معیار کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے لیکن جن کو تفرقہ اور ابتلاء نہیں آتا۔ ان کا حال دیکھو کہ کیسا ہوتا ہے۔ وہ بالکل دنیا اور اس کی خواہشوں میں منہمک ہو گئے ہیں ان کا سر اوپر کی طرف نہیں اٹھتا۔ خدا تعالیٰ کا ان کو بھول کر بھی خیال نہیں آتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اعلیٰ درجہ کی خوبیوں کو ضائع کر دیا اور بجائے اس کے ادنیٰ درجہ کی باتیں حاصل کیں۔ کیونکہ ایمان اور عرفان کی ترقی ان کے لئے وہ راحت اور اطمینان کے سامان پیدا کرتی جو کسی مال و دولت اور دنیا کی لذت میں نہیں ہیں۔ مگر افسوس کہ وہ ایک بچہ کی طرح آگ کے انگارہ پر خوش ہو جاتے ہیں اور اس کی سوزش اور نقصان رسانی پر آگاہ نہیں لیکن جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے اور جن کو وہ ایمان اور یقین کی دولت سے مالا مال کرتا ہے۔ اُن پر ابتلاء آتا ہے۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر کوئی ابتلاء نہیں آیا وہ بدقسمت ہیں وہ ناز و نعمت میں رہ کر بہائم کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کی زبان ہے مگر وہ حق بول نہیں سکتی۔ خدا کی حمد و ثنا اس پر جاری نہیں ہوتی بلکہ وہ فسق و فجور کی باتیں کرنے کے لئے اور مزہ چکھنے کے واسطے ہے۔ ان کی آنکھیں ہیں مگر وہ قدرت کا نظارہ نہیں دیکھ سکتیں بلکہ وہ بدکاری کے لئے ہیں۔ پھر ان کو خوشی اور مسرت کہاں سے میسر آتی ہے۔ یہ مت سمجھو کہ جس کو ہم و غم پہنچتا ہے وہ بدقسمت ہے نہیں خدا اس کو پیار کرتا ہے، جیسے مرہم لگانے سے پہلے چیرنا اور جراحی کا عمل ضروری ہے، غرض یہ انسانی فطرت میں ایک امر واقع شدہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ یہ ثابت کرتا ہے کہ دنیا کی حقیقت کیا ہے اور اس میں کیا کیا بلائیں اور حوادث آتے ہیں۔ ابتلاؤں میں ہی دعاؤں کے عجیب و غریب خواص اور اثر ظاہر ہوتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا تو دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۰۰، ۲۰۱)

اس سے ظاہر ہے کہ دین کے نقطۂ نگاہ سے انسان کی اصل خوش قسمتی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وراء الوراء ہستی اور اس کی غیر محدود قدرتوں پر اس کا ایمان بڑھتا چلا جائے اور اس کے ساتھ اس کا تعلق مضبوط سے مضبوط تر ہوتا رہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کی ذاتی محبت کے وصف سے متصف ہو جائے۔ اور ایمان نہیں بڑھتا جب تک کہ انسان ابتلاؤں میں سے گزر کر اور ہم و غم سے دوچار ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہ کرے اور اس کے حضور دعائیں کر کے اس کی قدرت کے عجائبات اور رحمت و رأفت کے نمونے نہ دیکھے۔ جو لوگ دولت میں کھیلتے اور عیش و عشرت میں زندگی بسر کرتے ہیں اور غفلت کا شکار ہو کر خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق منقطع کر لیتے ہیں دینی نقطۂ نگاہ سے ان کے بدقسمت ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہوتا وہ سراسر خسارہ میں ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ جنہیں اپنے فضل و رحم سے نوازنا چاہتا ہے انہیں وہ ضرور مبتلائے آلام کرتا ہے تاکہ وہ اس کی جناب میں جھکیں اور اس کی قدرت کے عجائبات دیکھ کر ایمان میں ترقی کریں۔ یہاں تک کہ ایک منٹ کے لئے بھی اس سے غافل نہ ہوں اور صرف اور صرف اس کے ہو کر زندگی گزاریں۔

ہر تھپیڑے کو ناخدا کر دے

لطف پر لطف اے خدا کر دے
حق پرستوں کو حق نما کر دے

جرم و عصیاں کی روک دے یلغار
نفس و شیطاں کو زیر پا کر دے

ہر مجبور کام دے سفینے کا
ہر تھپیڑے کو ناخدا کر دے

حق و باطل میں کھینچ دے دیوار
خیر و شر کو جدا جدا کر دے

یا تو چہرے کو بے نقاب نہ کر
یا زمانے کی چشم وا کر دے

پر شکستہ کو دے پرِ پرواز
لب گرفتہ کو لب کشا کر دے

لاج رکھ لے ستم رسیدوں کی
تیر آہوں کے بے خطا کر دے

خود کو دیکھوں تو یوں نہ شرماؤں
زیست اتنی تو خوشنما کر دے

سیدھی راہ پر چلا مبشر کو
اور منزل سے آشنا کر دے

مبشر احمد راجیکی ۔ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیکیوں کا محرک ایک خلق حسن

راستبازی

راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعل بے بہا کے سامنے

(مکرم مبشر احمد صاحب ظفر - مربی سلسلہ)

دنیا کی ہر قسم کی نوع میں سے ایک شے اپنی جنس میں بلحاظ ہر پہلو ممتاز اور برتر ہوتی ہے اور اپنی جنس کی دوسری اشیاء کے لیے مرکز اور محور کا درجہ رکھتی ہے۔ مثلاً ایک بیج تنے۔ شاخوں، پتوں اور پھول و پھل کے لیے مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی طرح اخلاق کے دائرہ میں بھی بعض اخلاق چوٹی کے ہوتے ہیں گویا تمام اخلاق اسی ایک خلق سے پھوٹ کر نکلے ہیں۔ اخلاق کو عموماً دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک حصہ اخلاقِ حسنہ کے نام سے موسوم ہے اور دوسرے حصہ کو اخلاق سیئہ کا نام دیا جا سکتا ہے۔ اخلاق حسنہ میں سے "سچ" بنیادی اور مرکزی کردار ادا کرتا ہے اگر ہم خود کو سچ کے سانچہ میں ڈھال لیں تو باقی تمام اخلاق حسنہ خود بخود جزو حیات بن جاتے ہیں۔ اگر سچ کے گھوڑے پر سوار ہو کر مقابلہ کیا جائے تو دیگر جملہ اخلاق سیئہ کو بآسانی زیر کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر ہم اخلاقِ سیئہ میں سے "جھوٹ" کو ترک کریں تو تمام بڑے اخلاق سے چھٹکارا پا سکتے ہیں۔

سچ کا معنی کیا ہے

راستبازی اور سچ اپنی ذات میں ایک طبعی چیز ہے اور انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ اگر وہ بات کو مصلحتاً بدل دیتا ہے تو وہ غیر طبعی بن جاتی ہے۔ جب سچ بولنے سے انکار کیا جاتا ہے تو گویا فطرت کا انکار کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ سچ کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آنکھ نے جو کچھ دیکھا ہے وہ ضرور کہہ دیا جائے کیونکہ ایسا کرنا تو فتنہ ہوگا۔ مثلاً ایک لڑکا دوسرے لڑکے کو مارتا ہے تو تیسرے دیکھنے والے کو یہ نہیں چاہیئے کہ فوراً مار کھانے والے لڑکے کے والدین کو بتائے کہ تمہارے لڑکے کو فلاں نے مارا ہے یہ بات اگرچہ ہوگی تو سچ مگر فساد پیدا کرنے والی ہوگی۔ سچ کے معنے یہ ہیں کہ جب کسی سے کوئی بات پوچھی جائے تو اس کا فرض ہے کہ وہ جو کچھ کہے سچ کہے۔

خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاۗءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ - (حج: ۳۱)

(اسی طرح) اپنی عبادت اور فرمانبرداری صرف اللہ کے لیے مخصوص کرتے ہوئے جھوٹ بولنے سے بچو۔ اور تم خدا کا شریک کسی کو نہ بناؤ جو اللہ کا شریک کسی کو بناتا ہے وہ آسمان سے گر جاتا ہے اور پرندے اس کو اچک کر لے جاتے ہیں اور ہوا اس کو کسی دوسری جگہ پر پھینک دیتی ہے۔

اس آیت میں بتایا ہے کہ جھوٹ بولنا شرک کے مترادف ہے یعنی جب انسان خدا کو چھوڑ کر جھوٹ کا سہارا ڈھونڈتا ہے تو وہ شرک کرنا ہی ٹھہرا۔ آگے فرمایا جو شرک کرتا ہے تم یوں سمجھو کہ گویا وہ آسمان سے نیچے گر پڑا ہے یعنی وہ انتہائی ذلیل و رسوا ہوتا ہے جو بادشاہ بادشاہی کے عرش سے گر جائے اس کی ذلت و نکبت تو عیاں ہی ہے۔ پس یہی حال مشرک کا ہوتا ہے اُس سے اس کا اعزاز و رتبہ چھن جاتا ہے اور وہ اوج بلندی سے گر کر قعر مذلت میں جا پڑتا ہے تب رذیل اور گھٹیا لوگ بھی اس پہ لعن طعن کرتے ہیں اور وہ حقیر اور کمینے لوگوں کی بھی تنقید کا نشانہ بنتا ہے۔

آسمان سے نیچے گرنے کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اس کا تعلق خدا سے ٹوٹ جاتا ہے اور اس میں روحانیت مر جاتی ہے گویا وہ صرف سفلی مٹی کا پتلا بن کر رہ جاتا ہے یہاں الطیر سے مراد نیک اور روحانی افراد ہیں تب پاک فطرت لوگ اسے اپنی صحبت سے اُچک کر باہر پھینک دیتے ہیں۔ اور گردش زمانہ اُسے کہیں دور لے جا کر پھینک دیتی ہے۔ یعنی وہ سوسائٹی کو منہ دکھانے کے بھی قابل نہیں رہتا۔ اور خود لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اور معاشرہ سے کٹ کر بالکل الگ تھلگ ہو جاتا ہے یہ جھوٹ کے مضر نتائج ہیں جو جھوٹ بولنے والے کو بھگتنے پڑتے ہیں۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۔ ۱ھ

سیدھی صاف اور کھری کھری بات کہو۔ بات میں کوئی پیچ اور کجی نہ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ذو معانی بات بھی نہ کرو، سامع کچھ سمجھ رہا ہو اور کہنے والے کے دل میں اس کا مطلب کچھ اور ہو۔

جھوٹ اور شیطنت ساتھ ساتھ

قرآن کے ایک دوسرے مقام پر یہ الفاظ آتے ہیں:۔

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰي مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ تَنَزَّلُ عَلٰي كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ -

جھوٹے شخص پر شیطان نازل ہوتا ہے یعنی کاذب کے خیالات شیطانی ہوتے ہیں اور جھوٹا بہت گنہگار ہوتا ہے۔ پس جس کی صحبت میں آکر شیطان رہتا ہو اور وہ اسے گناہوں کی تحریک کرتا ہو۔ اس سے کسی بھلائی کی امید کیسے رکھی جا سکتی ہے؟ بالفاظ دیگر جھوٹ بولنے والا شیطان ہوتا ہے اور یہ تو سب جانتے ہیں شیطان خدا کے بندوں کا ازلی و ابدی دشمن ہے۔ پس جھوٹے شخص سے کسی کارِ خیر کی توقع رکھنا خود کو فریب دینا ہے۔

نیکی کا محرک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا

صدق نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے اور جو سچ بولتا رہتا ہے اور سچ کی تلاش میں رہتا ہے وہ عنداللہ صدیق لکھا جاتا ہے۔

بدی کی جڑ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی تسلسل میں ہر بدی کی جڑ بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

وَاِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ اِلَى الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا -

جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فجور دوزخ کی آگ کی طرف اور جو جھوٹ بولتا ہے اور اس کی تلاش میں ہے وہ خدا کے حضور کذاب لکھا جاتا ہے۔

گناہ کبیرہ

ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو فرمایا کہ کیا آج میں تمہیں بڑے بڑے گناہوں کے بارہ میں نہ بتاؤں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں۔

آپؐ نے فرمایا:۔

اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ

یہ الفاظ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی دفعہ دہرائے کہ صحابہؓ نے دل میں کہا کاش کہ آنحضورؐ اس بات کو اب دہرانا بند کر دیں ان الفاظ سے ہی پتہ چلتا ہے کہ آنحضورؐ کو جھوٹ سے کس قدر نفرت تھی۔

جنت کی ضمان

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو فرمایا:۔

اتدرون ما اکثر ما یدخل النار قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال الاجوفان الفرج والفم۔

کیا تم جانتے ہو کہ وہ کون سی چیزیں جو انسان کو دوزخ میں داخل کرنے کا باعث بنتی ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا اللہ اور اُس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا تو پھر سنو وہ دو سوراخ ہیں ایک شرمگاہ اور دوسرا منہ۔ سچ ہے ؎

دو عضو اپنے جو کوئی ڈر کر بچائے گا۔
سیدھا خدا کے فضل سے جنت میں جائے گا۔
وہ اک زباں ہے عضو نہانی ہے دوسرا
یہ ہے حدیث سیدنا سید الوریٰ
(درثمین)

یہ عجیب بات ہے کہ ہر عضو کے کام کی ترجمانی بذریعہ الفاظ ہماری زبان ہی کرتی ہے یعنی یہ بتاتی ہے کہ فلاں عضو نے یہ کام کیا ہے یا نہیں کیا۔ اور اگر زبان ہر عضو کی طرف سے جھوٹ بولنے لگے تو گویا سارے جسم کو جھوٹ کا پتلا بنا دے۔ پس جھوٹ جیسی بدی سے بچنے کے لیے اگر اس بدی کی جڑ کو کنٹرول میں رکھا جائے تو ہر بدی کا قلع قمع کیا جا سکتا ہے۔ اسی لیے تو داناؤں کا کہنا ہے کہ۔

"پہلے تولو پھر بولو"

یہ امر بھی غور طلب ہے کہ جھوٹ کی ابتداء کہاں سے ہوتی ہے اور حیاتِ انسانی میں یہ نفوذ کس طرح پاتا ہے کہ سارے بدن اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معاشرہ کو آلودہ کر دیتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ بچہ کی پہلی درس گاہ اس کی ماں کی گود ہے اس لیے اگر کسی بچہ میں اخلاق حسنہ پائے جاتے ہیں تو معلوم ہو جائے گا کہ اس کے والدین بھی اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔ اسی اصول کی بنا پر ایک دانشور نے کہا ہے اگر آپ اچھی قوم چاہتے ہیں تو مجھے اچھی مائیں لا دو پھر اچھی قوم پیدا کرنا میرا کام ہے۔ پس اگر کسی کو کذب بیانی کی عادت ہے تو اس کا پہلا سبب اس کے ماں باپ ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:۔

"عام طور پر ماں باپ بچہ کو جھوٹ سکھلاتے ہیں ماں نے بچہ کے سامنے کوئی کام کیا ہوتا ہے مگر جب باپ پوچھتا ہے تو کہہ دیتی ہے کہ میں نے نہیں کیا۔ اس سے بچہ میں جھوٹ بولنے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔

(منہاج الطالبین صفحہ ۵۹)

جب مائیں بچوں کو جھوٹی تسلیاں دیتی ہیں اور فرضی وعدے کرتی ہیں تو بچہ اُن سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ مائیں اپنے کردار کو اخلاق حسنہ کے زیور سے آراستہ کریں اور بچوں کی نفسیات کے مطابق ان کی اصلاح و تربیت کے امور سرانجام دیں۔

اس دور میں جس قدر جھوٹ بولا جا رہا ہے اس کی نظیر گزشتہ زمانہ میں ملنی محال ہے اور یوں لگتا ہے کہ اس دور کے اعلیٰ اخلاق اور فضائل کا معیار جھوٹ اور کذب ہے۔ جو جتنا زیادہ جھوٹ بولے گا وہ اتنا ہی معزز اور قابل قدر اور وسیع النظر سمجھا جائے گا اور اُسے دور اندیش اور باریک بین کہا جائے گا۔

موجودہ دور کی تصویر حضرت مسیح موعود و مہدی معہود نے کیا ہی خوب کھینچی ہے۔ ؎

ہر وقت جھوٹ، سچ کی تو عادت نہیں رہی
نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی

جھوٹ کے پاؤں کہاں

جھوٹ اور کذب نہ کہنے والے کے دل کو مطمئن کر سکتا ہے اور نہ ہی سامعین کو کیونکہ یہ خود کھوکھلا اور بے بنیاد ہوتا ہے اور لنگڑے کی طرح گر گر پڑتا ہے۔ یعنی جھوٹ کبھی نہ کبھی اور کہیں نہ کہیں ضرور ظاہر ہو کر رہتا ہے خواہ اسے لاکھ پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی جائے۔

پس جھوٹ ایک ایسی بدی ہے کہ عام لوگ اس کو جلد ہی سمجھ لیتے ہیں۔ اگر انہیں دوسرے کو جھوٹا کہنے کی جرأت نہ بھی ہو تو وہ کم از کم اپنے دلوں میں یہ بات ضرور کہے جاتے ہیں کہ فلاں شخص جھوٹا ہے اور سچ ایک ایسی نیکی ہے کہ منہ پر کوئی شخص سچے انسان کو سچا کہے یا نہ کہے وہ اپنے دل پر اثر لے جاتا ہے کہ فلاں سچا اور راستباز ہے۔

سانچ کو آنچ نہیں

سچ میں ایسی طاقت اور قوت ہے کہ وہ بڑے سے بڑے دشمن کو بھی زیر کر لیتی ہے اور اُسے اعتراض کرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ بلکہ غلام کی طرح سر تسلیم خم کرتے ہی بنتی ہے۔ تاریخ میں ایک واقعہ ملتا ہے جو سچ کے جاہ و جلال اور شان و شوکت کو خوب روشن کرتا ہے ایک دفعہ مکہ کے بڑے بڑے رؤسا اور معزز لوگ خانہ کعبہ میں بیٹھے تھے۔ ایک شخص نے آکر ان سے عرض کیا کہ ابوجہل نے مجھ سے کچھ رقم لی تھی لیکن اب وہ بجائے واپس کرنے کے ہر بار ٹال مٹول کر رہا ہے آپ برائے مہربانی اس بارہ میں میری سفارش کر دیں۔

سرداران مکہ نے کہا وہ ہماری بات کو مانے گا نہیں۔ ہاں آپ یوں کریں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس چلے جائیں۔ اس سلسلہ میں شاید وہ آپ کی مدد کر سکیں۔ چنانچہ وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سارا ماجرا کہہ سنایا آپؐ اُسی وقت اس شخص کے ساتھ ابوجہل کے گھر پہنچے اور آواز دے کر باہر بلایا۔ اور پوچھا کہ کیا آپ نے اس شخص کی کوئی رقم دینی ہے۔ ابوجہل نے کہا ہاں۔ تو آپ نے کہا جاؤ ابھی لا کر دو۔ چنانچہ ابوجہل جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت ترین دشمن تھا چپکے سے اندر گیا اور مطلوبہ رقم لا کر اس شخص کے حوالہ کر دی۔

عالمی سطح کی بدامنی کیوں

اس وقت بین الاقوامی سطح پر جو شر اور فساد پھیلا ہوا ہے اور ہر ملک دوسرے ملک کو باوجود سینکڑوں مذاکرات کے جاری رہنے اور ہزارہا معاہدوں پر دستخط کیے جانے کے نقصان پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتا۔ اس کی بنیادی وجہ جھوٹ اور کذب ہے۔ اگر باریک بینی سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا اکثر جنگیں اور لڑائیاں جھوٹ کی وجہ سے ہوتی ہیں کوئی بھی دوسرے پر بھروسہ نہیں کرتا یہی سمجھتا ہے کہ جو کچھ کہہ رہا ہے حقیقت اس کے برعکس ہے غالب کے ذہن میں بھی یہی بات تھی۔ ؎

خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

اگر بات کرنے والے کی بات سچ ہو تو یہ تو اتنی بڑی خوشی کی بات ہے کہ صرف اس خوشی پہ جان نثار کر دیں تو بھی کوئی غم نہ ہو۔ اگر اب بھی عالمی سطح پر جھوٹ کو کلیتہً ترک کر کے سچ کو فروغ دیا جائے اور ہر قول صحیح کو فعل و عمل کے سانچے میں ڈھال دیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ساری دنیا امن کا گہوارہ نہ بن جائے۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے سچ اور راستبازی دراصل ایک طبعی اور فطرتی شے ہے اس لیے طبع اور فطرت اگو مسخ تو کی جا سکتی ہے لیکن کلیتہً ختم نہیں کی جا سکتی۔ طبع ہر وقت موجود رہتی ہے۔

اسی طرح راستبازی جو طبعی امر ہے ہر دور میں اسے بھی احسن سمجھا گیا ہے اور کوئی ایسا دور نہیں آیا جس میں راستبازی کی ضرورت نہ سمجھی گئی ہو بلکہ کفار کے نزدیک بھی یہ بڑی قیمتی شے سمجھی جاتی تھی۔ ابوجہل کہا کرتا تھا۔ ہم محمدؐ کو جھوٹا نہیں کہتے بلکہ ہم تو اس کی لائی ہوئی تعلیم کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ گویا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق کے معاندین مکہ بھی نہ صرف قائل تھے بلکہ اُسے ایک اچھا وصف سمجھتے تھے اور باآواز بلند اقرار کرتے تھے۔

دین اور راستبازی شانہ بشانہ

راستبازی ایک طبعی خلق ہے۔ دین اس کا زبردست علمبردار ہے۔ اس لیے کہ مذہب خود ایک سچائی ہے اور اللہ تعالیٰ کا خود ایک نام حق ہے۔ خدا جو بات کہتا ہے وہ حق اور راست ہوتی ہے۔ پس جو مذہب پر عمل کرے گا وہ راستباز ہوگا اور جو جھوٹ کا عادی ہوگا وہ مذہب کا پیروکار نہیں ہو سکتا کیونکہ مذہب تو سراسر ہے ہی راستبازی کا نام

سچائی کے ثمرات

جس طرح مذہب اور سچائی دراصل دونوں ایک ہیں اسی طرح ان کے اثرات بھی ایک ہی قسم کے ہوں گے چنانچہ راستبازی اور سچائی بھی مذاہب کی طرح گناہوں سے نجات دلاتی اور امن قائم کرتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (خدا آپ سے راضی ہو) فرماتے ہیں:۔

"اگر انسان سچ پر کاربند ہو جائے تو وہ تمام گناہوں سے بچ سکتا ہے۔ تم ہمیشہ سچ کی تائید کرو اور سچ کو پھیلانے کی کوشش کرو میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کے دباؤ کے ماتحت بہت سے لوگوں کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ جماعتی دباؤ ایک بہت بڑا حربہ ہے قومی دباؤ جھوٹ کی تائید میں ہوگا تو جھوٹ پھیلے گا۔ اگر قومی دباؤ سچ کی تائید میں ہو تو سچ پھیلے گا۔ اور لوگوں کو امن ملے گا۔ کیونکہ سچ سے دنیا میں ہمیشہ امن قائم ہوتا ہے تم اس قومی دباؤ سے فائدہ اٹھاؤ۔"

(الفضل ۲۱ فروری ۱۹۴۵ء)

سچائی اور راستبازی میں ایسی تاثیر اور جاہ و جلال ہے کہ جس انسان کی دھاک بیٹھ جاتی ہے۔ اور اُس کا رعب و وقار قائم ہو جاتا ہے پھر سچ قومی وقار کو بھی قائم کرتا ہے اور سچ بولنے والی قوم تمام دنیا میں قابل تعظیم سمجھی جاتی ہے۔ اگر انسان سچ بولے تو دوسرا انسان مرعوب ہو جاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے سچائی کو پھیلانے اور عام کرنے کا ایک قیمتی گُر بھی بتایا ہے جس پر عمل کر کے دنیا میں بہت حد تک شر اور فساد کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ فرمایا۔

"میں کہتا ہوں جھوٹ بولنے والا تمہارا دوست نہ ہو اسی طرح تم خود سچ بولنے لگ جاؤ گے۔ تم اگر ایک دوست کو یہ کہو گے کہ اگر تم نے جھوٹ بولا تو میری تمہاری دوستی ٹوٹ جائے گی تو لازماً تمہارا دوست بھی یہ فیصلہ کرے گا کہ اگر تم نے جھوٹ بولا تو اس کی دوستی بھی ٹوٹ جائے گی اور جب بھی تم جھوٹ بولو گے تو وہ کہے گا میاں تم کیا کر رہے ہو؟

(مشعل راہ صفحہ ۳۰۸)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

"جب دنیا پر ثابت ہو جائے گا کہ تم سچ بولتے ہو اور تمہارا مظلوم ہونا دنیا پر روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گا تو دنیا تمہاری طرف مائل ہو جائے گی۔ اگر تمہارا ایک آدمی ایک طرف ہوگا اور ہزار آدمی ایک طرف ہوگا تو بھی دنیا یہ کہے گی کہ جو بات ایک آدمی کہتا ہے وہ صحیح ہے اور جو بات یہ ہزار آدمی کہتا ہے وہ غلط ہے۔ سچ کو شیوہ بناؤ کیونکہ سچائی دلوں کو موہ لیتی ہے اور دوسرے کو متاثر کیے بغیر نہیں رہتی۔

(الفضل ۲۱ فروری ۱۹۴۵ء)

حضرت اقدس مسیح موعود کی یہ خواہش ہے کہ جماعت کا ہر فرد جھوٹ کو کلیتہً ترک کر دے اور سچائی کو اختیار کرے جیسا کہ فرماتے ہیں۔

"میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگ دیکھوں جنہوں نے درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کر لیا کہ وہ ہر ایک شر سے اپنے تئیں بچائیں گے اور تکبر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے بالکل دور جا پڑیں گے اور اپنے رب سے ڈرتے رہیں گے۔

(روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۲۹۸)

اللہ تعالیٰ ہمیں سچ بولنے اور سچ پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور سچ کے مثبت نتائج مثلاً گناہوں سے نجات قومی وقار اور عالمی امن وغیرہ سے ساری دنیا کو متمتع کرے۔ اللھم آمین ثم آمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بغض و کینہ

احمد زبیر خان ابن راجہ محمد یعقوب خان صاحب دارالصدر شرقی - ربوہ

دل میں کسی کی دشمنی اور عداوت کا دیرپا جذبہ رکھنا بغض اور کینہ کہلاتا ہے - یہ ایسی بری چیز ہے کہ جو اس سے پاک رہنے کے لیے اپنے رب سے دعا مانگا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی ہے -

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے -

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

(حشر - ۱۱)

ترجمہ:- اے ہمارے پروردگار ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں معاف کر اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کا کینہ مت رکھ اے ہمارے پروردگار تو بہت مہربان اور بے انتہا کرم کرنے والا ہے

جنت کی صفات میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں جو لوگ ہوں گے آپس میں بھائی بھائی ہوں گے وہاں بغض و کینہ نہ ہوگا - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ - (حجر - ۴۸)

ترجمہ:- ہم ان کے سینوں سے جو کینہ تھا نکال دیں گے اور وہ بھائی بھائی ہو کر تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے -

ان آیات سے معلوم ہوا کہ جب تک بھائیوں میں کینہ رہے گا تو وہ جنت میں داخل نہ ہوں گے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دی ہے اس کا منشا یہ ہے کہ آپ پر ایمان لانے والا دنیا میں جنت کی سی زندگی بسر کرے ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"اے لوگو! آپس میں ایک دوسرے پر حسد نہ کرو - ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو اور ایک اللہ کے بندے بن کر آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ - کسی بھائی کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دنوں سے زیادہ چھوڑے"

(صحیح بخاری و مسلم)

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی سبب سے دو بھائیوں میں کوئی ملال کی بات ہو جائے - تو اس کو تین دنوں سے زیادہ کوئی اپنے دل میں نہ رکھے -

حضرت ابو ایوب انصاری سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دنوں سے زیادہ چھوڑے - اور نہ یہ جائز ہے کہ دونوں ملیں تو ایک دوسرے سے منہ پھیریں - ان دونوں میں سے وہ بہتر ہے جو سلام میں پہل کرے - اگر دوسرے نے جواب دیا تو دونوں کو ثواب ملا - اور اگر اس نے جواب نہ دیا تو وہ (جواب نہ دینے والا) گناہ لے کر لوٹا - (سنن ابی داؤد)

احادیث میں یہ روایت بھی آتی ہے -

"ہر جمعرات اور جمعہ کو انسان کے اعمال پیش ہوتے ہیں جس نے خدا کے ساتھ شرک نہیں کیا خدا اس کو معاف فرماتا ہے لیکن جن دو آدمیوں میں آپس میں کینہ ہوتا ہے تو خدا فرماتا ہے ان دونوں کو مہلت ہے حتی کہ وہ دونوں صلح کر لیں (مسلم)

اس حدیث کی تشریح ایک روایت سے ہوتی ہے - فرمایا:-

جمعہ اور جمعرات کو اعمال پیش ہوتے ہیں جس نے توبہ کی ہوگی اس کی توبہ قبول ہوتی ہے - اور جس نے مغفرت مانگی ہوگی اس کو مغفرت دی جاتی ہے - لیکن کینہ والوں کے اعمال ان کے کینہ کے سبب لوٹا دیئے جاتے ہیں جب تک وہ اس سے باز نہ آئیں -

ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تین شخص نہیں بخشے جائیں گے - ان میں سے ایک وہ ہوگا جو اپنے دل میں کینہ رکھتا ہے" (بخاری)

ان حدیثوں پر غور کیجیے تو شرک اور کینہ دونوں کو ایک خاص پہلو سے برابر کا درجہ دیا گیا ہے دین دو چیزوں سے عبارت ہے اللہ کا حق اور بندوں کا حق - جب تک شرک رہے گا اللہ کا کوئی حق ادا نہیں ہو سکتا - اسی طرح جن دو آدمیوں میں کینہ رہے گا ان میں سے کوئی ایک دوسرے کا حق ادا نہ کر سکے گا - غرض جس طرح شرک حق اللہ سے مانع ہے - بغض و کینہ حق العباد سے باز رکھتا ہے اور ان ہی دونوں حقوق سے عہدہ برآ ہونا جنت کی کنجی ہے

بغض و کینہ کا دوسرا نام غیظ و غضب ہے - غیظ و غضب کی بے اعتدالی بھی بہت بڑی برائی ہے - بہت سے ظالمانہ اور بیدردانہ کام انسان صرف غیظ و غضب اور غصہ میں کر بیٹھتا ہے اور بعد میں اکثر نادم اور پشیمان ہوتا ہے - اس لیے انسان کو چاہیئے کہ اپنے غصہ پر قابو رکھے اور بے سبب غیظ و غضب کا اظہار نہ کرے اللہ تعالیٰ نے کامل ایمان والوں کی یہ تعریف بیان فرمائی ہے کہ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ (آل عمران ۱۴)

کہ وہ اپنے غصہ کو دبا لیتے ہیں - اور دوسری جگہ فرمایا وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ (شوریٰ - ۴)

اور جب انہیں غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں انسان کا سکون کی حالت میں معاف کر دینا آسان ہوتا ہے - لیکن غصہ کی حالت میں جب وہ قابو سے باہر ہو جاتا ہے - معاف کرنا آسان نہیں ہے - لیکن ایک مومن کی خصوصیت یہ ہونی چاہیئے کہ وہ اس وقت بھی اپنے آپ کو قابو میں رکھے اور معاف کر دے اسی لیے آنحضرت نے فرمایا کہ -

"پہلوان وہ نہیں جو دوسروں کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ میں اپنے آپ کو قابو میں رکھے" (صحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے کوئی نصیحت فرمائیے ارشاد ہوا کہ "غصہ نہ کیا کرو" اس شخص کو یہ معمولی بات معلوم ہوئی - تو اس نے دوبارہ سہ بارہ عرض کی - آپ نے ہر دفعہ یہی فرمایا - غصہ نہ کیا کرو - ان صاحب کا بیان ہے کہ پھر میں نے دل میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ غصہ حقیقت میں ساری برائیوں کی جڑ ہے" (صحیح بخاری)

صحیحین میں ہے کہ آنحضرت کے سامنے دو صاحبوں میں کچھ باتیں ہو گئیں - ان میں سے ایک صاحب کو اتنا غصہ آیا کہ چہرہ غصہ سے لال ہو گیا اور رگیں پھول گئیں - تو آنحضرت نے ان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا پھر فرمایا مجھے ایسا کلمہ معلوم ہے کہ اگر وہ اس کو کہہ لے تو یہ غصہ جاتا رہے گا اور وہ یہ ہے کہ وہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ کہے - (صحیح بخاری کتاب الادب)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ -

ترجمہ:- اور بھلائی اور برائی برابر نہیں - برائی کو بھلائی سے دفع کرو تو دفعتہً وہ جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے - رشتہ دار اور دوست کی مانند ہو جائے گا"

حضرت ابن عباس جو صحابہ میں بڑے مفسر ہیں - اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ نے غیظ و غضب کی حالت میں صبر کا اور کسی کی برائی کرنے پر حلم اور درگزر کا حکم دیا ہے - اگر وہ ایسا کریں گے تو خدا ان کو شیطان کے پنجہ سے چھڑائے گا اور ان کا دشمن بھی دوست کی طرح ان کے آگے سر جھکا دے گا -

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے -

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝

(شوریٰ - ۴)

ترجمہ:- "اور وہ لوگ کہ جب ان پر چڑھائی ہو تب وہ بدلہ لیتے ہیں - اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے - تو اگر معاف کر دیا اور نیکی کی تو اس کا ثواب دینا خدا پر ہے اور وہ ظالموں کو پیار نہیں کرتا"

آنحضرت نے غصہ کے تین علاج بتائے ہیں - ایک روحانی اور دو ظاہری - روحانی علاج تو پہلے بیان کر دیا گیا ہے یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ - کہے

ظاہری علاجوں میں سے ایک یہ ہے کہ انسان کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہو تو لیٹ جائے - مقصود اس سے یہ ہے کہ تبدیل ہیئت سے توجہ ہٹ جائے گی اور غصہ کم ہو جائے گا - دوسرا علاج یہ ہے کہ وضو کرے - اس سے منشا یہ ہے کہ غصہ کی حالت میں گرمی سے خون کا دوران بڑھ جاتا ہے - آنکھیں لال ہو جاتی ہیں - چہرہ سرخ ہو جاتا ہے - تو پانی پڑنے سے مزاج میں ٹھنڈک آئے گی اور غصہ کی گرمی دور ہو جائے گی -

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی معنوں میں دینی تعلیم کے صحیح راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے - اور ہم یہ سمجھیں کہ ایمان و عبادت کی درستی کی بڑی عملی نشانی دین حق کی روشنی میں اخلاق و عادات کی درستی ہے آمین

گمشدہ چیک بک

ایک عدد چیک بک (امانت ایڈمنسٹریٹر جامعہ احمدیہ) از نمبر 8101 تا 8200 دفاتر صدر انجمن احمدیہ سے جامعہ احمدیہ جاتے ہوئے راستہ میں کہیں گر گئی ہے جس صاحب کو ملے وہ خاکسار کو پتہ ذیل پر پہنچا دیں۔

(الحاج محمد شریف اکاؤنٹنٹ
جامعہ احمدیہ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اذکروا موتٰکم بالخیر۔

مہر علم دین صاحب مرحوم آف پیر محل کا ذکر خیر

حنیف احمد محمود مربی سلسلہ سیرالیون

مکرم مہر علم دین صاحب مرحوم جماعت احمدیہ پیر محل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مخلص اور سلسلہ کے دعاگو اور تہجد گزار بزرگ تھے۔ دینی اور دنیوی لحاظ سے احمدیت کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ آپ نے دین کو دنیا پر مقدم کر چھوڑا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے اپنا آبائی گاؤں چھوڑ کر پیر محل میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ کیونکہ مرحوم خاندان میں اور گاؤں میں اکیلے ہی احمدی تھے۔ اور گاؤں میں جماعتی و روحانی سوسائٹی نہ ملتی تھی۔ جس کی وجہ سے آپ نے پیر محل کو ترجیح دی۔ پیر محل کی جماعت کو منظم کرنے میں آپ کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ مرحوم ایک لمبا عرصہ اس جماعت کے صدر اور امام بھی رہے۔ اور بیت الحمد کے لیے کوشش کر کے جگہ بھی خود ہی خریدی اور تمام کاغذات بھی خود ہی مکمل کروائے اور اس کی قیمت کا کافی حصہ خود ہی اپنی جیب سے ادا کیا۔

مرحوم عموماً کہا کرتے تھے کہ میں نے گاؤں کو قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر کے ارشاد پر خیرباد کہا ہے کیونکہ ایک دفعہ وہ مجھے خواب میں ملے میں نے ان سے اپنی روحانی جدائی اور جماعت نہ ہونے کی وجہ سے گاؤں میں دل نہ لگنے کا ذکر کیا۔ تو حضور نے فرمایا کہ جہاں کہیں جماعت ہے وہاں چلے جاؤ۔ سو اس کے بعد خاکسار نے پیر محل شہر کو ترجیح دی۔

مرحوم نے شہر آکر اپنا نفع مدنظر نہ رکھا حالانکہ آپ حکیم تھے اور اس ناطے سے شہر میں اپنا کاروبار چمکا سکتے تھے مگر آپ دین ہی کے ہو بیٹھے۔ بیت الحمد کے ساتھ ہی ایک حجرہ تعمیر کر لیا اور وہیں رہنے لگے۔ مرحوم پنجوقتہ نماز کے پابند تھے۔ تہجد بھی باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔ جتنا عرصہ خاکسار پیر محل میں رہا۔ روزانہ ہی تہجد میں ان کے رونے کی آواز سنتا رہا۔ مرحوم تہجد میں اس طرح گڑگڑاتے تھے جس طرح ہنڈیا میں ابال آیا ہوا ہو۔ جمعہ کی نماز بڑے اہتمام سے ادا کیا کرتے تھے۔ اگر کسی کام کے لیے یا کسی علاج معالجہ کے لیے گاؤں جانا بھی پڑتا تو باوجود کمزوری کے جمعہ سے قبل پیر محل تشریف لے آتے۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کی یہی ادا پسند آگئی اور آپکی وفات بھی نماز ہی کی حالت میں ہوئی۔

مرحوم موصی تھے۔ وصیت کے علاوہ جماعت کی تمام تحریکات میں حصہ لینا اپنا فرض سمجھتے تھے اور وقت سے قبل ہی تمام چندوں کی ادائیگی فرما دیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ یہ چندے میرے ذمہ قرض ہیں جب تک میں ان کو ادا نہ کر لوں مجھے چین نہیں آتا۔ جونہی حکمت سے آپ کی کوئی آمد ہوتی سب سے قبل اس سے اپنا وصیت کا حصہ ادا کرتے۔ جوبلی کا اپنا تمام وعدہ پچھلے سال تک مکمل کر لیا تھا اور اب اس سے زائد ادائیگی فرما رہے تھے۔

مرحوم کو خلفاء احمدیت سے بھی خاص وابستگی تھی۔ عموماً خطوط کے ذریعہ دعا کے درخواست حضور کے دربار تک پہنچایا کرتے تھے۔ ربوہ سے بھی خاص اُنس تھا۔ آخری عمر میں بھی باوجود ناساز طبع کے ربوہ ہر موقعہ پر حاضر ہوتے خصوصاً انصار اللہ کے اجتماع اور جلسہ سالانہ پر ضرور آتے۔ جماعت کے لٹریچر کا مطالعہ باقاعدگی سے کیا کرتے تھے تفسیر صغیر سے بہت پیار تھا۔ فارغ اوقات میں اس کا مطالعہ کرتے رہتے۔ اس کے علاوہ الفضل اور دیگر جماعتی رسائل کو بھی زیر مطالعہ رکھتے

مرحوم کے حقوق اللہ کا تذکرہ تو اجمالاً ہو گیا۔ مرحوم حقوق العباد کو بھی کما حقہ ادا کیا کرتے تھے اور کوئی ایسا موقع پیدا نہ ہونے دیتے جس سے کسی کی دل شکنی ہو۔ بہت خوش اخلاقی سے ملتے۔ اور سب کی دلجوئی کا خیال رکھتے غمگسار تھے۔ آپ کی حکمت کا شہرہ دُور دُور تک تھا علاج کروانے کے لیے مریض بہت دُور دُور سے آتے تھے۔ بڑی محبت اور توجہ سے دوائی دیتے۔ دوائی کی بہت معمولی قیمت وصول کیا کرتے تھے۔ غرباء کو تو بسا اوقات دوائی مفت ہی دے دیتے۔ بہت دور سے آنے والے مریض سے قیمت بہت کم وصول کرتے اور کہا کرتے تھے اس نے اپنی کافی رقم یہاں آنے کے لیے کرایہ پر خرچ کر دی ہے۔ کبھی کبھار مدد کے خیال سے دوائی کے ساتھ رقم بھی کچھ دے دیتے۔ مریضوں کے لیے خود بھی بہت دعا کرتے اور دوسروں کو بھی دعا کے لیے کہتے میں نے کئی دفعہ ان کی زبانی مریضوں کا نام لے کر دعا کرتے سنا ہے۔ الغرض دعا پر بہت یقین تھا۔

مرحوم بہت فراخ دل تھے۔ اپنے پرائے تمام آپ کی خوش اخلاقی کے مداح تھے۔ کسی دوست کی تکلیف کو برداشت نہ کرتے۔ جب بھی کسی کی تکلیف کا علم ہوتا تو تڑپ اٹھتے۔

بسا اوقات ان کی اپنی طبیعت بھی اس وجہ سے خراب ہو جاتی۔ مرحوم نے اپنے خاص خاص نسخے اپنی نوٹ بک پر لکھ رکھے تھے اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ میری وفات کے بعد کوئی اور ان نسخوں کو استعمال کر سکتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میرے مرنے کے ساتھ ہی یہ قیمتی نسخے بھی ساتھ ہی دفن ہو جائیں۔

مرحوم نے احاطہ بیت الحمد اور مشن ہاؤس میں سبزیاں وغیرہ لگا رکھی تھی اور کہا کرتے تھے کہ اس سے احمدی دوستوں کو فائدہ ہو جاتا ہے اور اس مہنگائی کے دور میں ان کو سبزی مفت مہیا ہو جاتی ہے۔

مرحوم کو بچوں سے بھی بہت پیار تھا۔ اور ان کی تربیت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے اپنے ایک پوتے کو اپنے پاس رکھا ہوا تھا اور اسے وقتاً فوقتاً دینی علوم سے مزین کرتے رہتے۔ میرے بچوں سے بھی ان کو خاص پیار تھا۔ ان کو اپنے پاس بٹھا کر دینی باتیں بتلاتے رہتے اگر میں بچوں کو ان کی کسی غلطی کی بناء پر جھڑکتا تو فرمایا کرتے تھے کہ مربی صاحب!" بچوں کو جھڑکنے کی بجائے ان کے لیے دعا کیا کریں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا بھی یہی طریق کار تھا۔"

الغرض مرحوم حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بہت پابند تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کے درجات بلند کرے اور ان کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے آمین

نیکی میں جلدی کریں

تحریک جدید کا سال ختم ہونے میں صرف چند دن رہ گئے ہیں۔ آپ سب سے درخواست ہے کہ اپنے وعدہ کی جلد از جلد ادائیگی فرما کر شکر اللہ ماجور ہوں

(وکیل المال اوّل)

دُرخواستہائے دُعا

- خاکسار کی خالہ مقیم گوجرانوالہ کے بازو میں ٹیکہ لگایا گیا تھا جس کا شدید ردّ عمل ہوا ہے جس کی وجہ سے وہ بیمار ہیں۔

(ناصر احمد۔ کارکن دفتر الفضل)

- میرے والد مکرم قاضی بشیر احمد ایڈووکیٹ کافی عرصہ سے بیمار ہیں کمزوری بہت زیادہ ہے نیز میری پھوپھی بشیر بیگم بھی بیمار ہیں

(ریحانہ حفیظ باسط۔ شیخوپورہ)

- مکرم ماسٹر اللہ یار صاحب آف چک ۲۲۹ ربب خانوآنہ ضلع فیصل آباد یرقان کی وجہ سے شدید بیمار ہیں۔ (منور احمد کھوکھر۔ فیصل آباد)

- میری اہلیہ ناصرہ بیگم صاحبہ کلپتے کا اپریشن کامیاب طور پر ہو گیا ہے۔ کمزوری بہت ہے نیز موصوفہ کو دل اور شوگر کی بھی تکلیف ہے

(مسعود احمد خورشید۔ کراچی)

- خاکسار کچھ عرصہ سے مختلف عوارض میں مبتلا ہے اور بہت پریشان ہے

(حمیدہ خانم غوری۔ دارالرحمت وسطی ربوہ)

- میری خالہ صاحبہ اہلیہ ناظر حسین صاحب لاہور بیمار ہیں۔ (محمد رشید احمد نارووال)

- میرے والد چوہدری عبدالغنی صاحب کی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ سی ایم ایچ کھاریاں میں اپریشن ہو گیا ہے۔

(محمد انور۔ چک ۳۷ جنوبی سرگودھا)

- برادرم منصور احمد کی ترقیات اور کامیابیوں کے لیے اور والد صاحب کے کاروبار کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

(سائرہ اسحٰق۔ فیصل آباد)

- خاکسار ان دنوں بعض پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ (لطیف احمد لاہور)

- میری دادی جان اہلیہ حکیم فیروز دین صاحب شدید بیمار ہیں۔

(مرزا قمر احمد دارالعلوم جنوبی ربوہ)

(احباب ان سب کے لیے دعا کریں)

وقفِ جدید اور احمدی مائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۶ء کے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع پر احمدی ماؤں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

" اگر تمام بچے جو آپ کی گودوں میں پلتے ہیں۔ تمام احمدی بچے جن کی تربیت کی ذمہ داری آپ پر ہے اس طرف متوجہ ہوں۔ آپ ان کی دینی تربیت اس رنگ میں کریں کہ وہ کم از کم اٹھنی (موجودہ شرح کے مطابق کم از کم ایک روپیہ۔ ناقل) ماہوار خدا تعالیٰ کی راہ میں وقفِ جدید کے لئے خود جماعت کو پیش کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ وقفِ جدید کا سارا بجٹ بچوں کے چندہ سے پورا ہو سکتا ہے لیکن اس طرف پوری توجہ کی ضرورت ہے اور بچوں کے ذہن میں اس کام کی اہمیت بٹھانے کی ضرورت ہے اور بچوں کے ذہنوں میں آپ وقفِ جدید کی اہمیت بٹھا نہیں سکتیں جب تک خود آپ کے ذہن میں وقفِ جدید کی اہمیت نہ بیٹھی ہو۔"

(سیکرٹری وقفِ جدید اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضروری اعلان

احباب جماعت توجہ فرمائیں!

قبل ازیں ۲۰ ستمبر اور ۲۵ ستمبر ۱۹۸۴ء کی اخبار الفضل میں "ضروری اعلان - احباب جماعت توجہ فرمائیں!" کے عنوان کے تحت شائع ہو چکا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ براہ کرم مندرجہ ذیل تجاویز طلب مسائل کے بارہ میں اگر وہ کوئی تجویز رکھتے ہوں تو ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۴ء تک معین الفاظ میں اپنی تجاویز بھجوائیں۔

مجلس مشاورت ۱۹۸۴ء میں مجوزہ قواعد وصیت پیش ہوئے تھے۔ جو بعض ترامیم کے ساتھ منظور کر لئے گئے تھے۔ مندرجہ ذیل امور کے بارہ میں حضور اقدس نے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ نظر ثانی کے لئے سٹینڈنگ کمیٹی (نظارت بہشتی مقبرہ) کے سپرد کئے جاتے ہیں احباب جماعت دوران سال مزید غور کریں اور اپنے مشورے مرکز کو بھجوائیں۔

حضور اقدس کے ارشاد کی تعمیل میں احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ فوری طور پر اپنی مفید آراء سیکرٹری کمیٹی قواعد وصیت کو بھجوا دیں۔ تاکہ ان تجاویز کو مدنظر رکھ کر زیر غور امور کے بارہ میں کسی فیصلہ پر پہنچ کر سفارشات مرتب کی جا سکیں۔ شکریہ!

(۱) ہاؤس رینٹ الاؤنس وغیرہ (آمد سے استثناء کے سلسلہ میں)

ہاؤس رینٹ کی متعدد صورتیں ہیں۔ بعض پرائیویٹ اور نیم سرکاری ادارے اور کمپنیاں اپنے ملازمین کو فرنشڈ (FURNISHED) رہائش مہیا کرتی ہیں۔ اور کرایہ کے لئے کچھ نقد رقم نہیں دیتے۔

بعض ادارے ایک معین رقم بطور کرایہ الاؤنس کے دیتے ہیں اور وہ عملاً کرائے پر ہی صرف ہو جاتا ہے۔ بعض ادارے تنخواہ کا ایک معین فی صد بطور کرایہ الاؤنس کے دیتے ہیں۔ اور وہ کرایہ پر اٹھ جانے والی رقم سے عموماً کم ہوتا ہے۔

بعض کیسز (CASES) ایسے ہیں کہ ملازم کا اپنا ذاتی مکان ہے اور وہ اپنے محکمہ سے کرایہ الاؤنس وصول کرتا ہے۔

بعض سرکاری ادارے یا گورنمنٹ اپنے ملازمین کو سرکاری مکان مہیا کرتی ہے اور اس کے عوض ان کو ہاؤس رینٹ نہیں دیتی۔ بلکہ ان کی بنیادی تنخواہ سے پانچ فیصد کٹوتی بھی کرتی ہے۔

یہ مسئلہ اس بات کا متقاضی ہے کہ ایسا جامع اور مانع قاعدہ تجویز کیا جائے جو ہر شخص کو مطمئن کر دے۔ کہ اس کے ساتھ قربانی کے معیار کے لحاظ سے یکساں سلوک ہو رہا ہے۔ وصیت کی اغراض کی خاطر ایسا قاعدہ بنایا جانا مقصود ہے کہ جو تکلیف مالا یطاق نہ ہو اور قربانی کی وہ روح بھی قائم رہے جو حضرت مسیح موعود قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس مختلف النوع الجھے ہوئے مسئلہ کی صورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اور ان دونوں اصولوں کو ملحوظ رکھ کر احباب جماعت غور فرما کر اپنا مشورہ معین صورت میں بھجوائیں۔ تاکہ کوئی حتمی قاعدہ بنایا جا سکے۔

(۲) ایسے موصیان جن کا صرف ایک مکان ہو اور وہ خود اس میں رہائش پذیر ہوں ان کے لئے سہولت کی کوئی صورت پیدا کی جانی مقصود ہے۔

محدود آمد والے موصی صاحبان جو خود اپنے ذاتی مکان میں رہتے ہیں اور ان کی کوئی اور جائیداد نہیں ہے۔ ان کے لئے اپنی آمد میں سے اقساط ادا کرنا مشکل امر ہے۔ احباب جماعت اس کا کوئی ایسا حل تجویز فرمائیں کہ نظام وصیت جس کو حضرت مسیح موعود نے رسالہ "الوصیۃ" میں بیان فرمایا ہے۔ اس کی روح کو مجروح کئے بغیر ایسے موصی کے لئے سہولت کی کوئی صورت نکل سکے۔

(سیکرٹری مجلس برائے قواعد وصیت نظارت بہشتی مقبرہ ربوہ)

"حقوق العباد" کی ادائیگی

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت کو اس بات کا بہت خیال چاہیئے۔ کہ اگر ایک شخص فوت ہو جاوے تو حتی الوسع سب جماعت کو اس کے جنازہ میں شامل ہونا چاہیئے۔ اور ہمسایہ کی ہمدردی کرنی چاہیئے یہ تمام باتیں حقوق العباد میں داخل ہیں۔ میں دیکھتا ہوں۔ اور جس تعلیم اور درجہ تک خدا تعالیٰ پہنچانا چاہتا ہے۔ اس میں ابھی بہت کمزوری ہے۔ صرف دعویٰ ہی دعویٰ نہ ہونا چاہیئے۔ کہ ہم ایمان دار ہیں۔ بلکہ اس ایمان کو طلب کرنا چاہیئے، جسے خدا چاہتا ہے۔ بھائیوں کے حقوق کو اور ہمسایوں کے حقوق کو شناخت کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ زبان سے کہہ لینا۔ کہ ہم جانتے ہیں۔ بیشک آسان ہے مگر سچی ہمدردی اور اخوت کو برت کر دکھلانا مشکل ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ تمام حرکات اعمال افعال کے پیچھے ایمان مثل ایک انجن کے ہے۔ جب ایمان ہوتا ہے۔ تو سب حقوق خود بخود نظر آتے جاتے ہیں، اور بڑے بڑے اعمال اور ہمدردی خود ہی انسان کرنے لگتا ہے ایمان کا تخم آہستہ آہستہ ترقی کرتا ہے۔ لیکن یہ ہر ایک کے نصیب نہیں ہوتا۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۱۰۷)

(نظارت اصلاح وارشاد)

"اَلْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ" (ترمذی)

حیا ایمان کی شاخ ہے

آغا خان یونیورسٹی کراچی میں ایم بی بی ایس کے داخلے

آغا خان یونیورسٹی کے اگست ۸۵ء کے سیشن میں ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کے پانچ سالہ کورس میں داخلے ہو رہے ہیں۔

ایف۔ ایس سی (پری میڈیکل) میں کم از کم ۶۵ فیصد نمبر (بشمول N.C.C.) حاصل کرنے والے درخواست دے سکتے ہیں۔ کل نشستیں (۱۰۰) ہیں جس میں کوئی کوٹہ مقرر نہیں ہے۔ پاکستان کے کسی بھی علاقے کے امیدوار درخواست بھیج سکتے ہیں۔ غیر ملکی طلباء کے لئے صرف چند نشستیں ہیں۔ داخلہ "میرٹ" اور "لیڈرشپ" کی بناء پر دیا جائے گا۔

داخلے کے تین مراحل ہیں (i) سابقہ تعلیمی ریکارڈ (ii) Scholastic Aptitude ٹسٹ (iii) اور انٹرویو۔ محض کسی ایک مرحلے میں نمایاں کارکردگی بھی ناکافی ہوگی۔ امیدوار کو تمام مراحل میں کامیابی حاصل کرنا لازمی ہے۔

کالج کے داخلہ فارم، پراسپیکٹس اور دیگر معلومات درج ذیل پتہ پر خط لکھ کر مفت منگوا سکتے ہیں۔

"The Admission Office. P.O. Box 3500
Stadium Road KARACHI."

مکمل شدہ فارم مع ۳۰/- روپے فیس (ناقابل واپسی) کے ۱۵ دسمبر ۱۹۸۴ء کو ۵ بجے شام سے قبل مندرجہ بالا پتہ پر پہنچ جانے چاہئیں۔ نامکمل درخواستوں پر غور نہیں کیا جائے گا۔

(بحوالہ روزنامہ "ڈان" کراچی۔ بدھ ۱۲ ستمبر ۱۹۸۴ء)

"لازمی چندہ جات لازمی ہیں۔ بہر حال آپ کو ادا کرنے چاہئیں!" (ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ستائیسواں سالانہ اجتماع

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ستائیسواں سالانہ اجتماع امسال انشاء اللہ ۲۶-۲۷-۲۸ اخاء / اکتوبر ۱۳۶۳ ہش / ۱۹۸۴ء کو ربوہ میں منعقد ہوگا۔
ناظمین اضلاع، زعماء اعلیٰ اور زعماء کرام ابھی سے کوشش فرمائیں کہ مجلس انصار اللہ کی کوئی ایسی مجلس نہ رہے جس کی اس اجتماع میں نمائندگی نہ ہو۔ نیز زیادہ سے زیادہ اراکین کو شمولیت کی تلقین فرماتے رہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء
(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

— مضمون نویسی کا مقابلہ —

کمپیوٹر سوسائٹی آف پاکستان کراچی کی طرف سے مضمون نویسی کے ایک مقابلہ کا اعلان کیا گیا ہے۔ عنوانات درج ذیل ہیں:-

1. My understanding of a computer.
2. How can computer help you in your career.
3. How would you use computers to help your country.
4. How can computer technology benifit the third world.
5. What should be the future plans for effective computerisation in the country.
6. Topic of your choice, but specially related to computers and their applications in a developing country.

ان مقابلوں کے لئے مندرجہ ذیل معیار ہوں گے۔

① جماعت دہم تک کے طلباء کے لئے صرف ۱ اور ۶ عنوانات ہوں گے۔ انعامات بالترتیب دو ہزار، ایک ہزار، اور پانچ سو ہوں گے۔

② کالجز / یونیورسٹیز کے طلبہ و طالبات کے لئے تمام موضوعات۔ انعامات تین ہزار، دو ہزار اور ایک ہزار۔

③ کمپیوٹر کے شعبہ سے منسلک افراد کے لئے ۱ اور ۲ کے علاوہ تمام موضوعات انعامات دس ہزار، پانچ ہزار اور تین ہزار۔

④ عوام الناس کے لئے تمام موضوعات۔ انعامات پانچ ہزار، تین ہزار اور دو ہزار

کمپیوٹر سوسائٹی آف پاکستان کی ایک اعلیٰ رکنی کمیٹی تمام مضامین کا جائزہ لے گی اور اس کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

مضامین ایک ہزار سے پندرہ سو الفاظ پر مشتمل ہونے چاہئیں (درجہ اوّل کے لئے ۵۰۰ سے ۱۰۰۰ تک الفاظ)۔

یہ مضامین انگریزی یا اردو میں سے کسی زبان میں بھی لکھے جا سکتے ہیں۔ لفافے کے اوپر Nation wide Essay competition اور اپنا درجہ category ضرور لکھیں۔

مضامین بھیجنے کی آخری تاریخ ۱۵ نومبر ۱۹۸۴ء ہے۔ مضامین بھیجنے کے لئے مندرجہ ذیل پتہ ہے۔

کمپیوٹر سوسائٹی آف پاکستان۔ پوسٹ آفس بکس ۸۹۱۲ تیسری منزل بلدیہ کورٹ۔ کہکشاں کلفٹن کراچی۔

ارشاداتِ عالیہ: (صفحہ اوّل سے آگے)

یعنی یہ ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو بری سمجھو اور وہ اصل میں تمہارے لئے اچھی ہو۔ اور ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو دوست رکھو اور وہ اصل میں تمہارے لئے بری ہو۔ اور خدا چیزوں کی اصل حقیقت کو جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۶۶ حاشیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"سو بھائیو! اگر تم خدا کے خواہاں ہو اگر تم یقین کے طالب ہو، اگر تمہارے دل میں دنیا کی محبت نہیں تو اٹھو اور سجداتِ شکر کرو کہ خدا تمہاری جماعت کو فراموش نہیں کرتا وہ تمہیں ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ تا تم اس کے حضور میں شکر گزار ٹھہرو۔ خدا کے نشانوں کو تحقیر کی نظر سے مت دیکھو کہ یہ تمہارے لئے خطرناک ہے خدا کی نعمتوں کو رد مت کرو کہ یہ اس کے سخط کا موجب ہے دنیا سے دل مت لگاؤ کہ یہی سب نخوتوں اور حسدوں اور خود پسندیوں کا اصل ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ سوم ص۲۶۷ حاشیہ در حاشیہ)

فضل عمر ہسپتال میں ضرورت ہے

فضل عمر ہسپتال میں مندرجہ ذیل اسامیاں خالی ہیں احباب و خواتین اپنے امیر یا صدر صاحب کی وساطت سے فوری رجوع کریں۔

	تعداد
۱- گائنی رجسٹرار	۱
۲- انستھیٹک رجسٹرار	۱
۳- سٹاف نرس	۷
۴- میل نرس	۱
۵- ڈسپنسر	۱
۶- ایکسرے ٹیکنیشن	۱
۷- اپرنٹس	۲
۸- وارڈ اردلی	۱

(چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

— (بقیہ اخبار احمدیہ) —

صاحب کا نکاح مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو مولوی عبد المجیب صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بعد نماز جمعہ بیت الذکر ماڈل ٹاؤن C/۸۷ میں عزیزہ عظمیٰ ملک کے ساتھ (جو کہ ملک منور احمد صاحب آرکیٹیکٹ انجینئر حال زیمبیا کی صاحبزادی اور ملک شفیق احمد صاحب آرکیٹیکٹ انجینئر آف ایل ڈی اے ۵۷ گلبرگ لاہور کی بھتیجی ہیں) پچاس ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔

مجزاہم اللہ احسن الجزاء

(ملک عبد اللطیف شکوہی
سیکرٹری اصلاح و ارشاد جماعت احمدیہ لاہور)

واخلہ: ایڈمیشن (ریفریجریشن اینڈ ایئر کنڈیشننگ)

شروع ہے۔ مدت کورس ۶ ماہ اور داخلہ کے لئے تعلیمی قابلیت کم از کم مڈل پاس ہے۔ امتحان بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لیتا ہے اور وہی سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے۔ سفری سہولت کیلئے بس کارڈ بھی بنوا کر دیا جاتا ہے۔ کلاسز ۲۵ اکتوبر سے شروع ہوں گی۔ لیٹ داخلہ دو ہفتے تک رہیگا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ادارہ ہذا کے طلباء کورس کے دوران ہی کام کرنے کے قابل بن جاتے ہیں۔ اس سے ادارہ میں پریکٹیکل کروانے کے معیار کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ (فون 592)

الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ

(پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن سے تسلیم شدہ)

احباب کی اطلاع کیلئے

ہمارا **زاہد ہسپتال** بلاک ۱۱ سے بلاک ۱۵ میں منتقل ہو گیا ہے جس میں ہر قسم کی میڈیکل سہولت حاصل ہے۔

ڈاکٹر میجر عبد الغفور زاہد

زاہد ہسپتال بلاک ۱۵ سرگودھا

فون ۲۲۹۶، فون رہائش ۴۴۹۶